ضبط و ترتیب :۔ مولانا عبدالقیوم حقانی

تعلیم اور امتحانات طالب علم کی زندگی کا مقصد اولین

دارالعلوم میں جلسہ تقسیم انعامات سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اور مولانا سمیع الحق کا خطاب

اس سال دارالعلوم کی امتحانی کمیٹی کے اہم فیصلوں سے بحمد اللہ طلبہ میں جذبہ تحصیل علم محنت و تکرار اور ذوق مطالعہ کی زبردست انگیخت ہوئی جس کے نتیجہ میں سہ ماہی امتحانات کے نتائج مجموعی طور پر سابقہ روایات سے بہت بہتر رہے ۔ چنانچہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۸۶ء کو حسب اعلان دارالعلوم کی جامع مسجد میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا ۔ دارالعلوم کے اساتذہ و مشائخ اور طلبہ شریک ہوئے ۔ تلاوت کلام پاک کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ نے حمد و صلوٰۃ اور خطبہ کے بعد درج ذیل افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے ۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تعلیم گاہ اور درسگاہ پیدا فرمائی ۔ عبادت گاہ اپنی جگہ ضروری اور اہم ہے ۔ مگر تعلیم گاہ اس سے بھی اہم و اقدم ہے ۔ تو اللہ کریم نے لوحِ محفوظ کو پیدا فرمایا ، عرش و کرسی پیدا فرمائی ۔ اور لوحِ محفوظ کو علم و عرفان کا چشمہ اور منبع بنا دیا ۔ اور جب مدرسہ بن جاتا ہے تعلیم گاہ قائم ہو جاتی ہے ۔ تو اس کے لئے طلبہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ملائکہ کی تخلیق فرمائی ۔ اور ان کو درسگاہِ علم و معرفت کے اولین طلبہ بننے کا شرف عطا فرمایا ۔ خدا کی شان دیکھئے ۔ کائنات میں اولین معلم اور استاذ خود اللہ پاک ہیں ۔

وعلم الادم الاسماء کلھا — اور سکھا دئے اللہ نے آدم علیہ السلام کو نام سب چیزوں کے ۔

اللہ پاک نے حضرت آدم کو تعلیم دی ۔ سبق پڑھایا ۔ اسماء کے نام سکھائے تعلیمی تربیت فرمائی ۔ تعلیمی تربیت کے بعد طلبہ کا امتحان لینا ان میں صلاحیت کی پختگی اور اسباق میں ترقی کی ضمانت ہوتا ہے ۔ خود اللہ پاک نے پھر امتحان بھی لیا اور اولاً ملائکہ سے سوال دریافت ہوا ۔

انبئونی باسماء ھؤلاء — بتاؤ مجھے نام ان سب کے ۔

فرشتوں نے عرض کی اے باری الٰہ، ہمیں تو وہی کچھ یاد ہے جو آپ نے سکھایا ہے جس درجہ کی تعلیم دی ہے

قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا — عرض کی پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا

انت العلیم الحکیم ۔ — آپ نے ہم کو سکھایا ہے شک تو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا۔

تب حضرت آدم سے اللہ پاک نے امتحان لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے صحیح جوابات دئے۔ امتحان میں کامیاب ہوئے۔ تو اللہ کریم نے انعام سے نوازا اور خلافت ارضی کا گراں قدر انعام عطا فرمایا۔

انی جاعل فی الارض خلیفۃ — کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔

ہمارا یہ دارالعلوم، تعلیمی سلسلہ، اسباق امتحانات اور آج یہ تقریب انعامات بھی اسی سلسلہ کی نیابت ہے جو خود خدا نے جاری فرمایا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔ آج دارالعلوم کی طرف سے تمہارے امتحانات میں بہترین نتائج پر انعامات دئے جا رہے ہیں۔ یہ دنیا کا اعزاز تو ہے ہی، آخرت کا اعزاز بھی ہے۔ خود اللہ پاک بڑے بڑے اعزازات سے نوازیں گے۔ صرف طلبہ ہی کو نہیں ان کے والدین کو بھی اولاد کی اعلیٰ تعلیم پر انعامات سے نوازا جائے گا۔ ایسے طلبہ کے والدین کو قیامت کے روز موتیوں سے مرصّع تاج پہنائے جائیں گے۔ ایک ایک موتی کی روشنی دنیا کے ہزاروں سورج سے بڑھ کر ہوگی۔

تعلیم عزت و رفعت اور اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ باری تعالیٰ نے اس عظیم انعام سے آپ کو نوازا ہے دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہم سب کو علم نافع کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بعض اساتذہ کے اصرار پر اس مبارک تقریب سے جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی مختصر خطاب فرمایا ذیل میں وہی پیش خدمت ہے۔

حمد و صلوٰۃ اور خطبہ کے بعد، محترم بزرگو دوستو اور عزیز طلبہ!

دارالعلوم تعلیم گاہ اور مدرسہ انسان کی روحانی ماں اور مادر علمی ہوتی ہے۔ باپ کی نسبت سے ماں کی شفقت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر نسبی ماں کی شفقت سے روحانی ماں کی شفقت دس چند بڑھ کر ہوتی ہے یہ دارالعلوم آپ کی مادر علمی ہے۔ آپ اس کے بچے اور جگر گوشے ہیں۔ آپ اس کی روحانی اولاد ہیں۔ جسمانی رشتہ اگرچہ اپنی جگہ ایک مضبوط تعلق اور قوی رشتہ اور رابطہ ہے۔ مگر روحانی رشتہ اس سے بھی کئی گنا بڑھ کر قوی اور مضبوط رشتہ ہے۔ قیامت کے روز سارے جسمانی رشتے ختم ہو جائیں گے۔ اپنے قریب سے قریب رشتہ دار بھی ساتھ چھوڑ دیں گے۔ قرآن میں اس کی تصریح آئی ہے کہ قیامت کی ہولناکی سے نسبی رشتے کسی کو بھی یاد نہیں رہیں گے حتیٰ کہ والدین اپنی اولاد، والدہ اپنے جگر گوشوں کو اور خاوند اپنی بیوی کو بھائی بھائی کو بھول جائے گا۔

يوم يفر المرء من اخيه وامه وابيه وصاحبته وبنيه لكل امرئ منهم يومئذٍ شان يغنيه ۔ (القرآن)

دیکھئے! قرآن مجید میں صراحتاً یہ مذکور ہے کہ سارے نسبی رشتے ختم ہو جائیں گے مگر قرآن میں یوں کہیں نہیں آیا کہ روحانی رشتہ بھی ختم ہو جائے گا یا روحانی باپ اولاد کو بھلا دے گا۔ یا روحانی اولاد اپنے باپ کے کام نہیں آئے گی۔ امت کے لئے روحانی باپ پیغمبر ہوتا ہے۔ قرآن میں یہ کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو بھلا دیں گے یا اساتذہ اپنے تلامذہ کو اور صالح تلامذہ اپنے مہربان اساتذہ کو فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلکہ قرآن میں اس کی بھی تصریح مذکور ہے کہ

الاخلاء يومئذٍ بعضهم لبعض عدوٌ الا المتقين ○ جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

بہرحال سارے نسبی رشتے کٹ جانے والے ہیں روحانی رشتہ باقی رہے گا پھر ان روحانی رشتوں میں سب سے زیادہ قوی اور مضبوط رشتہ مادر علمی کا ہے تعلیم گاہ اور مدرسہ کا ہے۔ مدرسہ اور دارالعلوم ہم سب کی روحانی ماں ہے مہربان اور شفیق ماں ہے اسی لئے اسے مادر علمی کہتے ہیں جس طرح ماں کا یہ فرض ہے بلکہ اس کی فطرت اور مزاج کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی اولاد پر شفقت کرے ان کی تعلیم و تربیت کرے ان کی نگہداشت کرے ان کی حفاظت اور علمی ترقی اور حصول کمال میں راہ ہموار کرے، وسائل تلاش کرے۔ آخر یہ ماں ہی تو ہے کہ اس کی نظر میں اس کی تمام اولاد، اس کے جگر گوشے ہیں خواہ وہ نیک اور صالح ہوں یا باغی اور سرکش سب اس کی نظر میں برابر ہیں سب سے ان کو پیار ہے۔ اس کی محبت بھی اصلاح کے لئے اور اس کی تنبیہ و اعراض بھی اصلاح کے لئے۔

اسی طرح مادر علمی کے روحانی فرزندوں کا بھی یہ اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی درسگاہ کا اور اپنے مدرسہ و دارالعلوم کا جو ان کی مادر علمی ہے کا پورا احترام کریں۔ اس کے وقار کو بلند کریں۔ اس کی عظمت کو بڑھائیں دارالعلوم کی روحانی ذریت اور روحانی اولاد کا یہ فرض ہے کہ وہ ادارہ کے اساتذہ سے ادنیٰ کارکنوں، خدام اور چپڑاسی تک کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔ آپ یاد رکھیں، میرا ایمان ہے جس مدرسہ میں بھی آپ سبق پڑھیں اس مدرسہ کی نالیاں اور بیت الخلاء صاف کرنے والے خدام بھی عنداللہ واجب الاحترام ہیں۔ ہمارے اکابر علماء دیوبند کی تاریخ ہے ان کا ماضی روشن ہے۔ یہی ادب و احترام تھا جس نے ان کی عظمت کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دیگر اکابر علماء دیوبند جب رات کو سوتے یا دن کو قیلولہ کرتے تو گنگوہ شریف کی طرف کبھی بھی پاؤں پھیلا کر نہیں سوئے، حالانکہ گنگوہ تو ان کے جانب مشرق تھا کیونکہ وہ گنگوہ شریف کو اپنی روحانی مادر علمی یقین کرتے تھے اور نہ پیشاب کرتے وقت ادھر رخ کرتے تھے۔

میرا ایمان ہے جب تک مادر علمی یعنی مدرسہ کے در و دیوار، شجر و حجر، اور اس کے ذرہ ذرہ سے عقیدت و احترام کا تعلق نہیں رکھا جائے گا علم کی حقیقی اور روحانی برکتیں حاصل نہیں ہوں گی۔

دراصل مدرسہ کی ان دیواروں اور پتھروں کی فی نفسہ کوئی اہمیت نہیں۔ دراصل قابلِ احترام و عظمت وہ نسبت ہے جو انہیں دین سے قائم ہے۔ مساجد کے در و دیوار، اینٹ پتھر اور چونا سے مخلوط ہیں۔ ان میں اور عام مکانات میں کوئی فرق نہیں۔ مگر جب انہیں اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے گھر قرار پاتے ہیں اور شعائر اللہ کا مقام حاصل کرتے ہیں۔ تو ان کا مقام و احترام اور بڑھ جاتا ہے اسی طرح یہ دینی مدارس بھی اللہ کے دین کے شعائر ہیں انہیں دین سے ایک نسبت ہے۔ یہ انسان کی روحانی ماں ہیں۔ یہ آپ جو بخاری پڑھتے ہیں علوم و فنون کی درسیوں کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ آپ کے اساتذہ اور یہ دارالعلوم سب شعائر اللہ ہیں۔ تو جس طرح دارالعلوم کا یہ فرض ہے کہ وہ تمہاری خیر خواہی اور فلاح و بھلائی کی خاطر سوچیں، اقدامات کریں۔ آپ یقین جانیں مدرسہ یا اساتذہ کبھی یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ طلبہ کی زندگی برباد کر دی جائے۔

الدین النصیحۃ۔ دین تو ہے ہی خیر خواہی۔

اولاد نالائق ہو، سرکش ہو، باغی ہو تو والدین زجر و تنبیہ بھی کرتے ہیں۔ سزا بھی دیتے ہیں، تاکہ اصلاح ہو اور اخلاقی کمالات حاصل ہوں۔ اولاد اگر برے اخلاق میں مبتلا ہے باغی و سرکش ہے تو اس سے والدین کی بدنامی بھی ہوتی ہے اور اولاد کی نااہلی سے والدین کے دل پر آرے چلتے ہیں۔ یہی حال روحانی ماں اور روحانی والدین کا ہے۔ بلکہ روحانی مربی کو تو نسبی مربیوں سے کئی درجے بڑھ کر اپنی اولاد سے تعلق ہوتا ہے۔ اولاد کی نااہلی، ان کے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ امر ہوتا ہے۔ اس لئے اساتذہ تحصیل علم اور حصول کمال کی خاطر طلبہ میں کبھی ترغیب کا رویہ اختیار کرتے ہیں کبھی ترہیب کا۔ غرض دونوں صورتوں کی ایک ہی ہوتی ہے۔ کہ طلبہ کو نفع حاصل ہو۔

دیکھئے! والدین نے آپ کو وقف کر دیا ہے دین کی تعلیم کے لئے، خدمتِ دین کے لئے انہیں تمہاری ضرورت تھی، معاش کے لئے کاروبار کے لئے، تجارت کے لئے، ملازمت کے لئے، خدمت کے لئے۔ مگر وہ اپنا سب کچھ تج کر تمہارا بنا رہے ہیں۔ وہ تمہارے لئے کماتے ہیں۔ تمہارے لئے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ تو ان حالات کے پیشِ نظر طلبہ کا یہ فرض ہے کہ دارالعلوم میں رہتے ہوئے ہمہ تن تعلیم پر توجہ دیں۔ یہاں تمہارا اہم اکبر وہ تحصیل علم ہی ہو۔ باقی ساری سرگرمیاں فارغ التحصیل ہونے کے بعد کرنی چاہئیں۔

میرے نزدیک موجودہ حالات میں جہادِ افغانستان ملت کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ اور سب کچھ پر مقدم ہے۔ میرے نزدیک اس جہاد کی حیثیت بھی بدر و حنین کے جہاد کی طرح اہم ہے۔ جس کو اس کے جہاد ہونے میں شک ہے اس کے ایمان کا خطرہ ہے۔ مگر میں طلبہ علوم دینیہ کے لئے تعلیم کے ایام میں اس جہاد کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ اولاً خود کو زیورِ علم سے

الحق

راستہ کر لو۔ علم و فضل سے مستفیض ہو جاؤ۔ خود کو علم سے بھر لو۔ جب اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو تو ہر میدان میں کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

عزیز طلبہ! علم میں محو ہو جانے سے علمی ترقی کے راستے کھلتے ہیں۔ آخرت میں یہی راستہ نجات کا ذریعہ ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ پر نزع کی حالت طاری تھی۔ مگر اس حالت میں بھی وہ رمی جمار کے مسئلہ میں ابراہیم ابن الجراح سے فرما رہے تھے کہ رمی جمار پیدل بھی درست نہیں اور سوار ہو کر بھی صحیح نہیں۔ بلکہ جو شخص وہاں دعا کے لئے رکنا چاہتا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پا پیادہ رمی جمار کرے۔ اور جو نہ رکنا چاہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ سواری پر بیٹھے بیٹھے رمی جمار کرے اور آگے بڑھ جائے۔

ابن الجراح فرماتے ہیں کہ میں ذرا دیر بیٹھ کر امام ابو یوسف سے رخصت ہوا مشکل سے دروازہ تک پہنچا ہوں گا کہ کان میں رونے دھونے کی آواز آئی جب پلٹا تو معلوم ہوا کہ قاضی ابو یوسف رحلت فرما گئے ہیں۔

پروفیسر آرنلڈؒ کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ شبلی نعمانی اور علامہ اقبال کا استاد تھا۔ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک ہی جہاز میں سفر کرنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر آرنلڈؒ لندن جا رہے تھے۔ اور جناب شبلی نعمانی استنبول جانا چاہتے تھے۔ کہ اچانک جہاز طوفان کی زد میں آ گیا۔ مسافر بے چین ہو گئے۔ نچلے حصے کی سواریاں سب اپنی اپنی جگہوں کو چھوڑ کر اوپر آ گئیں۔ سب پریشان تھے۔ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اپنے استاذ آرنلڈؒ کا حال معلوم کروں چنانچہ میں نیچے ان کے پاس حاضر ہوا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سب کو اپنی زندگی بچانے کی فکر ہے موت و حیات کی کشمکش میں ہیں اور جناب آرنلڈؒ ہمہ تن مطالعۂ کتاب میں محو ہیں۔

شبلی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ سارے لوگ پریشان ہیں۔ موت کے مناظر سامنے ہیں۔ آپ بھی اوپر تشریف لے آئیے۔ فرمانے لگے۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاز طوفان کی زد میں ہے۔ اور موت آنے والی ہے اور جب موت آنے والی ہے تو یہی بہتر ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کو مکمل کر لوں نہ جانے موت آئے اور میرا مطالعہ نامکمل رہ جائے۔ شبلی نعمانی ان سے اور ان کی مطالعاتی ذوق سے بے حد متاثر ہوئے۔

بہرحال عرض یہ کر رہا تھا کہ آپ طلبہ علوم دینیہ ہیں آپ کے یہ اوقات بہت قیمتی ہیں آپ کا سب سے اہم فالاہم کام اوقات کی قدر ہے۔ وقت ایک ایسی تلوار ہے جو کاٹتی ہے مگر کٹتی نہیں۔ اللہ کے حقوق کی قضا ممکن ہے۔ مگر وقت کے حقوق کی قضا ناممکن ہے۔ وقت کا حق یہ ہے کہ اس کو بہتر مصرف میں لگایا جائے۔ جب وقت بے فائدہ گذر گیا تو اس کو کیسے لوٹایا جا سکتا ہے۔ آپ کے اوقات میں ان کے آپ پر حقوق ہیں۔ آپ کے موجودہ اوقات کا حق صدق دل اور شبانہ روز محنت سے تحصیل علم ہے۔ آپ خود کو ہمہ تن اس مصرف میں لگا دیں اگر وقت ضائع ہو گیا تو عمر بھر اس کی تلافی ناممکن ہے مگر یاد رکھنا، علم آپ کے پاس ہے، دین آپ کے پاس ہے خزانہ آپ کے پاس ہے۔ شیطان اور خارجی قوتیں ان کی نظریں

بھی آپ پر ہیں۔ امتحانات اور آفات و بلیّات آپ پر آئیں گی۔ لکل شیئٍ آفۃ وللعلم آفات۔ بہرحال یہ امتحان اور انعامات کا سلسلہ آپ کی حوصلہ افزائی اور ہمت آفرینی کی غرض سے منعقد ہوا ہے۔ جو طلبہ کامیاب ہوئے ہیں یہ ان کا تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے۔ وہ اس سے عجب و خودپسندی میں مبتلا نہ ہوں۔ خدا کا شکر ادا کریں اور جو طلبہ کمزور رہے ہیں یا نتیجہ اچھا نہیں رہا۔ انہیں ہمت کرنی چاہیئے کہ ششماہی امتحانات میں اعلیٰ نمبر حاصل کریں۔ یہ گراں قدر انعامات آپ کے مستقبل کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ ۱۵، ۱۶ سال بعد یہ یادگاریں تمہیں یاد آئیں گی۔ یہ مناظر یاد آئیں گے تو رلائیں گے۔ میری دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہم سب کو علم باعمل اور عمل صالح کی دولت سے نوازے۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی تقریر کے بعد مولانا مفتی غلام الرحمٰن نے تمام درجات میں اول، دوم آنے والوں کے نام لے کر نتائج سناتے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اپنے دستِ مبارک سے طلبہ کو انعامات عنایت فرماتے رہے۔ نتائج کی تفصیل درج ہے۔

دورۂ حدیث سے لے کر تحتانی درجات قرأت و تجوید اور حفظ القرآن تک اپنی اپنی جماعت میں جن طلبہ نے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔

حافظ اشرف علی مردانی۔ حافظ شوکت علی مردانی۔ حافظ اختر علی مردانی۔ حافظ امان اللہ پشاوری۔ عبدالتواب افغانی۔ حافظ عبدالرؤف اور حافظ سعید اللہ۔

دوسرے درجہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کے نام یہ ہیں۔ حبیب اللہ قندہاری۔ مرحم اللہ سواتی۔ شیر بہادر ڈیروی۔ محمد کلیم افغانی۔ عبدالقہار افغانی اور محمد رشید۔

تیسرے درجے میں درج ذیل طلبہ کامیاب ہوئے۔

دوست محمد کوہاٹی۔ محمد زفر افغانی۔ نذیر احمد ڈیروی۔ عبدالقادر بلوچستانی۔ محمد لیلین پشاوری۔ فضل عظیم سواتی۔ عبدالحمید سواتی۔ عبدالتواب ترکستانی۔ شمس الرحمٰن اور ظہور اللہ۔

جلسہ کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اساتذہ و طلبہ، کارکنانِ مدرسہ، خدام، متعلقین، معاونین اور ملک و بیرونِ ملک دارالعلوم سے وابستگان کے لئے ترقی و فلاح اور نجات و کامرانی کی دعائیں کیں ✢

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ مضمون نگار حضرات صاف، خوشخط روشنائی سے مضامین تحریر فرمائیں۔ (ادارہ)